سورۃ یونس

آیۃ: ۱۰۳،۱۰۱

مرزے قادیانی کے دعوائے نبوت کا زبردست رد

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین

درسِ قرآن

از:

استاذ العلماء والفضلاءِ عمدۃ المحققین حضرت علامہ حافظ

مفتی ضیاء احمد القادری رضوی حفظہ اللہ تعالی

درس کی یوٹیوب لنک:

https://youtu.be/Bbprmwhy7aM?si=FqGadkBnI_NRRUH0

فہرست

پارہ: یعتذرون: سورۃ یونس:۱۰۱۔۱۰۳ 4

مرزے قادیانی کے دعوائے نبوت کا زبردست رد 4

زمین وآسمان میں غور کرنے کا حکم 4

رسولوں کی ہدایت سے نفع نہ اٹھاپانے کی وجہ 5

کائینات کی ہر چیز رب تبارک وتعالیٰ کے وجود پر گواہ ہے 5

پھرآپ کا ذہن رب تبارک وتعالیٰ کی طرف کیوں جاتا! 5

حق کی ہدایت سے نفع نہ ہونے کی ایک مثال 6

استاد اور حکیم سے لڑنے والے کا خود اپنا قصور ہے 7

حبیب کریم ﷺ کو تسلی اور مشرکین کی تذلیل 8

مشرکین کے اعمال انتظار والے تھے نہ کہ وہ خود تھے 8

مشرکین کو دھمکی 9

آیت کریمہ سے مرزے قادیانی کا جھوٹا استدلال 10

مرزے قادیانی کو جواب 12

یہاں پر ماضی کا صیغہ لانے کی وجہ 12

ایک اور جواب 13

آیت کریمہ کا قرینہ 14

حق وجوبی اور حق افضلی کیا ہے؟ 14

رب تعالیٰ پر کسی کا حق وجوبی نہیں ہے 15

پارہ: یعتذرون: سورۃ یونس:۱۰۱۔۱۰۳

مرزے قادیانی کے دعوائے نبوت کا زبردست رد

قال اللہ تعالی

قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ
یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ
نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

زمین و آسمان میں غور کرنے کا حکم

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلِ

حبیب !آپ فرمادیں

انْظُرُوْا

ذرا غور کرو

مَا ذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

زمینوں اور آسمانوں میں کیا ہے !

یعنی ہم نے زمینوں اور آسمانوں میں اپنے وجود اور توحید پر دلائل اور نشانیاں رکھی ہیں ان میں ذرا غور کرو۔

رسولوں کی ہدایت سے نفع نہ اٹھاپانے کی وجہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے قبول حق والی اپنی حس کو ختم کر دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے اندر جو نور حق کو قبول کرنے والی صلاحیت رکھی تھی وہ انہوں نے ضائع کر لیا۔

وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ

جو قوم ایمان لانے والی نہیں ہے، ان کو اب پوری دنیا میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود پر جو نشانیاں موجود ہیں وہ نشانیاں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسل کرام کوئی نفع نہیں دیں گے۔ وہ نہ تو رسولوں کی ہدایت سے نفع اٹھا سکتے ہیں، نہ تو انبیاء کرام علیھم السلام کی تبلیغ حق سے ہدایت پا سکتے ہیں اور نہ ہی یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے دلائل کو پہنچان سکتے ہیں، نہ ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود کی نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لا سکتے ہیں۔ یہ قوم ایسی ہو چکی ہے کہ یہ ایمان لانے والی نہیں ہے۔

کائنات کی ہر چیز رب تبارک و تعالیٰ کے وجود پر گواہ ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کرام علیھم السلام کو بھیجا اور لوگوں کے اندر قبول حق کی صلاحیت بھی رکھی، الا یہ کہ وہ خود لڑ کر انبیاء کرام علیھم السلام کی دشمنی میں اتنا آگے بڑھ جائیں کہ ان کے اندر موجود حق کو قبول کرنے والی صلاحیت ختم ہو جائے تو پھر اس بندے کا ہی نقصان ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کائنات میں اپنے وجود پر دلائل اور نشانیاں رکھی ہیں جو چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ لوگو! خدا ہے، خدا ہے، خدا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بغیر پوری دنیا کا نظام نہیں چل سکتا، خدا ہے تو ان چیزوں کا وجود ہے، خدا ہے تو پرندے ہیں، خدا ہے تو چرندے ہیں، خدا ہے تو زمین ہے، خدا ہے تو آسمان ہے، خدا ہے تو بارش برستی ہے۔ ہر ایک شئ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہونے پر گواہی دے رہی ہے۔

پھر آپ کا ذہن رب تبارک و تعالیٰ کی طرف کیوں جاتا!

آپ باہر گلی میں جا رہے ہوں اور وہ گیلی ہو تو آپ کے ذہن میں آجائے گا کہ بارش ہوئی ہے۔

آپ کا ذہن اس طرف جاتا ہے۔ اگر اندر زور سے حبس ہو تو آپ کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ باہر گرمی بہت ہے۔ ٹرین کی آواز آئے تو آپ کو سمجھ آجاتا ہے کہ اس طرف سے اور پنچ ٹرین جارہی ہے۔ باہر دھنواں اٹھ رہا ہوگا تو آپ کے ذہن میں آئے گا کہ آگ لگی ہوگی، کسی نے چولہا جلایا ہوگا یا کچرے کو آگ لگائی ہوگی۔

چھوٹی چھوٹی چیزوں کو دیکھ کر دوسری طرف آپ کا ذہن جاتا ہے تو پوری کائنات دیکھ کر رب کی طرف ذہن کیوں نہیں جاتا ہے؟

یہیں پر آپ کے پاس ہی گھر بننا شروع ہو جائے، اس کی دیواریں بننا شروع ہو جائے، کئی دن کے بعد آپ نکلیں تو اس کی دیواریں کھڑی ہوں، کچھ دنوں کے بعد دیکھیں کہ اس کا پلاسٹر اور پینٹ وغیرہ ہو چکا ہو تو آپ کا ذہن جائے گا کہ یہاں پر پہلے کھدائی کرنے والا موجود تھا، پھر مستری نے دیواریں کھڑی کیں، اس نے پلاسٹر کر دیا اور پینٹ والے نے پینٹ کر دیا۔

گھر بنانے والا آئے تو آپ کا ذہن مستری کی طرف جایے، پینٹ کو دیکھ کر پینٹ والے کی طرف آپ کا ذہن جائے تو جو پورا کارخانہ ارضی و سماوی چل رہا ہے اس کو دیکھ کر ذہن کسی کی طرف نہیں جاتا ہے؟ کیا اندھیر نگری ہے؟

اگر کسی کا ذہن نہیں بھی جاتا تو پھر بھی اس طرف ذہن لے جانے والی ہستی آجائے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک پیغمبر آکر فرمائیں کے فلاں فلاں پیدا ہوا اور پوری کائنات پیدا ہوئی آپ پیدا ہوئے اور آپ کے بچے پیدا ہوئے، آپ کے آباء پیدا ہوئے تو ان سب کو دنیا میں کون لانے والا اور کون وجود بخشنے والا ہے؟

حق کی ہدایت سے نفع نہ ہونے کی ایک مثال

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ ایسی طبیعت بنالے کہ وہ قبول حق سے انکار کرتے ہوئے ڈھٹائی کا شکار ہو جائے، ڈھٹائی اس کی طبیعت ثانیہ بن جائے، رسولوں کے تبلیغ کا انکار کرتا رہے

توپھراس کو کوئی نفع نہیں ہوگا۔۔

یہ ایسے ہی ہے جیسے بندہ حکیم کے پاس جاکر اس سے الجھ پڑے تو وہ کبھی بھی اس کو دوائی نہیں دے گا، کوئی بندہ استاد کے پاس پڑھنے کے لیے جائے لیکن اس کو تھپڑ مار دے تو وہ اس کو کبھی بھی نہیں پڑھائے گا۔

جو بندہ اپنے استاد کے پاس جائے اور وہ لڑ پڑے اور بدتمیزی پر اتر آئے تو وہ پوری زندگی جہالت کے اندھیرے میں بھٹکتا رہے گا، جو بندہ حکیم کے پاس دوا لینے کے لیے جائے لیکن اس کے ساتھ الجھ پڑے تو وہ ساری زندگی بیماریوں سے لڑتا ہوا خود ہی مر جائے گا۔ اسی طرح حکیم کے ساتھ لڑنے والا بندہ خود اپنے آپ کو مارنا چاہتا ہے، استاد کے ساتھ لڑنے والا بندہ خود اپنے آپ کو جہالت میں رکھ کر مارنا چاہتا ہے تو جو بندہ انبیاء کرام علیھم السلام کے ساتھ ہی لڑ پڑے تو کیا وہ بندہ اپنے آپ کو کافر اور دائمی طور پر جہنمی نہیں رکھنا چاہتا ہے؟

استاد اور حکیم سے لڑنے والے کا خود اپنا قصور ہے

جب بندہ استاد سے لڑ پڑے اور اس کو استاد علم نہ پڑھائے تو اس میں استاد کا قصور نہیں ہے۔ جو بندہ حکیم کے پاس جائے اور اس سے لڑ پڑے اور حکیم اس کو دوا نہ دے اور بیماری میں مر جائے تو کوئی بھی بندہ اس حکیم کو طعن نہیں کرے گا کہ آپ نے دوا نہیں دیا جس سے بندہ مر گیا ہے تو اگر کوئی بندہ قبول حق سے انکار کرتا رہے، انبیاء کرام علیھم السلام سے لڑ پڑے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین سے لڑ پڑے اور علماء کا دشمن بن جائے اور پھر وہ کفر کی حالت میں مر جائے تو اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے انبیاء کرام علیھم السلام اور انبیاء کرام علیھم السلام کے وارث علماء کا کیا قصور ہے؟ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔

جو بندہ حکیم کا دشمن بن جائے تو وہ اپنی بیماری کو خود اختیار کرنے والا ہے، شاگرد استاد کا دشمن بن جائے تو وہ اپنی جہالت کو خود ہی اختیار کرنے والا ہے اسی طرح کوئی نبی کا دشمن بن جائے تو وہ خود اپنے آپ کو کفر پر راضی رکھنے والا اور ایمان کا دشمن ہے، وہ خود جنت کا دشمن بنا ہے، اس کو کسی اور نے نہیں

بنایا۔

حبیب کریم ﷺ کو تسلی اور مشرکین کی تذلیل

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حبیب پیارے! ان کو فرمائیں کہ زمینوں اور آسمانوں میں دیکھو اور ساتھ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا کہ

وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ

ان کو کسی چیز نے کیا نفع دینا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے بندہ کسی کو کہے کہ آپ کھانا کھائیں اور کھانا اس کے سامنے رکھ کر کہے کہ اس کو کہاں کھانے نے فائدہ دینا ہے کیوں کہ ان کا تو معدہ ہی خراب ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی تذلیل کے لیے ایسا فرمایا اس لیے جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حبیب کریم ﷺ کو تسلی دی وہاں پر ان کی تذلیل بھی فرمائی کہ حبیب پیارے! ان کو نفع نہیں ہونا، یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کو ٹھکرا چکے ہیں، رب تبارک و تعالیٰ کے وجود کے دلائل کو ٹھکرا چکے ہیں تو ان کو کہاں نفع ہونا ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حبیب کریم ﷺ کو تسلی دی کہ آپ پریشان نہ ہوں کیوں کہ یہ قبول حق کی استطاعت کو ضائع کر چکے ہیں اور ساتھ ساتھ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کی تذلیل بھی فرمائی کہ تم کتنا بڑا نقصان کر چکے ہو، کیا اتنا بڑا نقصان بھی کوئی کرتا ہے کہ بندہ دین حق کا دشمن ہی بن جائے۔

مشرکین کے اعمال انتظار والے تھے نہ کہ وہ خود تھے

آگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَهَلْ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ

کیا مکے کے لوگ اس انتظار میں ہیں کہ ان پر وہ دن آئیں جو اس سے پہلے والے لوگوں پر آئے۔

مطلب یہ کہ کیا یہ انتظار میں ہیں کہ عذاب والے دن جو پہلے لوگوں پر آئے وہ ان پر بھی آئے۔ کیا یہ اسی انتظار میں ہے کہ پہلے کے لوگوں پر سخت آندھی والا عذاب آیا تو وہی ہم پر بھی آجائے، کیا یہ انتظار میں ہیں کہ جس طرح پہلی قوموں پر پتھر برستے رہے اسی طرح ہم پر بھی برس پڑیں۔

یہ ذہن میں رہے کہ وہ انتظار میں نہیں ہیں لیکن ان کا عمل انتظار والا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی بندے کے بیوی بچے اور دیگر افراد بھی ہوں لیکن کمانا چھوڑ دے۔ وہ نہیں چاہے گا کہ میں اور میرے اور بچے بھوکے مرجائیں لیکن گھر والے اس کو یہی کہیں گے کہ تم یہی چاہتے کہ ہم بھوکے مرجائیں اور کام پر نہ جاؤ۔

جب آپ قولاً بھوکے مارنا نہیں چاہتے، زبان سے اس کا اقرار کر رہے ہیں لیکن آپ کا عمل بھوکے مارنے والا ہی ہے۔ جب آپ کام پہ نہیں جائیں اور گھر میں پیسے نہیں لائیں گے تو پھر یہی ہوگا کہ ہم بھوکے مارے جائیں گے۔

اس وقت کے مشرک اپنے اوپر عذاب نہیں چاہتے تھے لیکن ان کا عمل وہی تھا جو پہلے والے لوگوں کا تھا۔ پہلے والے لوگوں نے جو کرتوت کیے جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا وہی انہوں نے شروع کیے۔

مشرکین کو دھمکی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان پر بھی وہی دن آئیں تو ان سے پہلے والے لوگوں پر بھی آئیں

قُلْ

حبیب! آپ فرمادیں

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ

ٹھیک ہے پھر تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں

یہ اللہ کی مرضی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسی طرح کا عذاب لے آئے جیسے پچھلے لوگوں پر آیا کہ کئی پر آندھی کا آیا تو کئی پر پتھروں کا عذاب آیا، کئی کو بستی سمیت آسمان سے پٹک دیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح کا عذاب لانا چاہے لا سکتا ہے، تمھارے سرغنے کو قتل کروانا چاہے تو قتل کروا سکتا ہے، میں اس کے انتظار میں ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں دنیا میں ڈھیل دے دے، ایسے ہی دنیا میں رکھے، پھر قبر اور آخرت کے عذاب میں مبتلا کر دے میں اس انتظار میں ہوں، تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو بھی عذاب کی صورت ہوئی تم بھی اس کے انتظار میں رہو، میں بھی رہتا ہوں۔

یہاں پر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو تسلی ہے کہ یہ پکڑے جائیں گے اور مشرکین کے لیے دھمکی ہے کہ تم مارے جاؤ گے۔

آیت کریمہ سے مرزے قادیانی کا جھوٹا استدلال

اس آیت کریمہ کو لے کر مرزا قادیانی دجال نبوت و رسالت کے ختم نہ ہونے پر استدلال کرتا ہے، وہ استدلال کرتا ہے کہ نبی و رسل آتے رہیں گے حتی کہ وہ اپنے آپ کو آخری نبی و رسول کہتا ہے نعوذ باللہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ

اس آیت کریمہ میں نُنَجِّيْ مضارع کا صیغہ ہے اور مضارع کا صیغہ دو زمانے حال اور مستقبل پر دلالت کرتا ہے، اس میں ماضی والا معنی نہیں پایا جاتا ہے۔

چوں کہ ہمارے لفظ تین زمانے ماضی، حال اور استقبال کے ہوتے ہیں لیکن عربی میں دو لفظ ایک ماضی کے لیے اور ایک ہی حال اور مستقبل کے لیے ہے۔ جیسے ضرب یعنی اس نے مارا اور یضرب وہ مارتا ہے یا مارے گا۔ یہ کلام کا قرینہ بتائے گا کہ ہم نے یضرب میں معنی موجودہ یا آنے والا لینا ہے! اللہ

تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا

تواس کا ترجمہ مرزا دجال کرتا ہے کہ ہم نجات دیتے ہیں یا دیں گے اپنے رسولوں کو

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ

اور ایمان والوں کو بھی اسی طرح نجات دیں گے جس طرح ہم نبیوں اور رسولوں کو نجات دیں گے

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اہل ایمان کو نجات دینا ہم نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔

مرزا کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو فرمایا کہ ہم اپنے رسولوں کو نجات دیں گے تو یہ آیت مبارکہ فرمارہی ہے کہ آنے والے دور میں رسول آئیں گے نعوذ باللہ

جب رسول آئیں گے تو ظاہری بات ہے کہ ان کے دشمن بھی ہوں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر بھی عذاب بھیجے گا۔ مرزے نے اس طرح کے ڈرامے بہت کیے تھے کہ اس نے کہا تھا کہ طاعون آ جائے گا، فلاں بیماری آجائے گی، اس کے سارے دعوے جھوٹے اور کذب نکلے۔

وہ یہ آیت مبارکہ لے کر کہتا ہے کہ نُنَجِّيْ مضارع متکلّم کا صیغہ ہے اور نجی ماضی کا صیغہ ہے۔ قرآن پاک میں بھی آیا ہے

نَجَّيْنٰكُم مِّنْ ءَالِ فِرْعَوْنَ

ہم نے تمہیں نجات دی آل فرعون سے۔۔

(بقرة:٤٩)

میرے آقا ﷺ کے دور کے یہودیوں کو کہا جارہا ہے کہ ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی۔ جب کہ یہاں صیغہ مضارع کا ہے۔ مرزا قادیانی کذاب دجال کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حبیب

کریم ﷺ کے زمانے میں کہہ رہا ہے کہ ہم آنے والے رسولوں کو نجات دیں گے۔ تو یہاں ثابت ہو گیا کہ رسول آئیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نجات دے گا۔ نعوذ باللہ

مرزے قادیانی کو جواب

اب آیت مبارکہ کا اصل معنی دیکھیں ؛ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ماضی کو مضارع کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور حال اور استقبال کے معنی میں بھی آجاتی ہے اور مضارع ماضی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ماضی کا صیغہ مستقبل کے معنی میں کیسے استعمال ہو رہی ہے تو اس کو سورہ نصر میں دیکھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ

اس میں جاء ماضی کا صیغہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمار ہا ہے کہ حبیب پیارے! جب اللہ کی مدد آئے گی اور اللہ کی فتح آئے گی۔

یہ پکی بات ہے کہ یہ آیت مبارکہ مکہ مکرمہ ی فتح سے پہلے نازل ہوئی ہے اور صیغہ ماضی کا آرہا ہے جب کہ فتح آنی ہے۔۔

اس آیت مبارکہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ میں صیغہ ماضی کا ہے اور معنی مستقبل کا دے رہا ہے۔

بالکل اسی طرح ایک اور سورت اسی کے ساتھ ملی ہوئی ہے کہ جب ابولہب نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی گستاخی کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے۔

یہاں پر لفظ تبت ماضی کا صیغہ ہے لیکن حال اور استقبال کے معنی میں بولا جارہا ہے۔

یہاں پر ماضی کا صیغہ لانے کی وجہ

یہ بلاغت کا مسئلہ ہے کہ ماضی کا صیغہ عموماً وہاں لایا جاتا ہے جہاں بات یقینی طور پر ہو چکی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے یہ کہہ دیا ہے تو ہو گیا ہے۔ اس طرح بہت ساری حکمتیں ہوتی ہیں جن کی بنا پر مضارع کی جگہ ماضی آجاتا ہے اور ماضی کی جگہ مضارع آجاتا ہے لہذا مرزا قادیانی اس آیت کریمہ سے استدلال نہیں کر سکتا ہے۔

میں نے قرآن کریم کی دو مثالوں سے واضح کر دیا اور تیسری بات یہ ہے کہ یہاں پر بات ماضی کی ہے اور مضارع کے صیغے کو لا کر ماضی کی بات کو بیان کیا لہذا اس میں نہ اس سے موجودہ دور کا استدلال ہو سکتا ہے کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے ہوتے ہوئے اور رسول آجائیں گے یا پھر آنے والے دور میں اور رسول آجائیں گے۔ اس کا قطعاً استدلال اس سے نہیں ہو سکتا ہے۔

ایک اور جواب

اس کا ایک اور جواب دیکھیں کہ اگر ہم یہاں پر بر سبیل تنزل مان لیتے ہیں کہ نُنَجِّيْ میں مضارع کا صیغہ ماضی کے معنی نہیں ہے بلکہ مضارع کا صیغہ مضارع کا ہی معنی دے رہا ہے تو اس سے بھی مرزے قادیانی کا نبی ور سول ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہاں پر رسل رسول کی جمع ہے۔ اور اس جمع سے مراد بھی صرف میرے حبیب ﷺ ہوں گے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے حبیب ﷺ کا انکار کیا اس نے سارے رسولوں کا انکار کیا کیوں کہ میرے آقا ﷺ وہ تمام انبیاء کرام علیھم السلام کے امام بن کر تشریف لائے ہیں۔ میرے آقا ﷺ کا انکار سارے نبیوں اور رسولوں کا انکار ہے، میرے آقا ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار اللہ تبارک و تعالیٰ کی ساری وحی یا انکار ہے تو پھر یہاں پر لفظ رسل سے مراد میرے حبیب ﷺ ہیں اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی تعظیم کے لیے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔

اس کے مختلف جواب ہو سکتے ہیں، میں نے اس کی تفصیل اس لیے عرض کی کیوں کہ مرزائی اس پر بہت ادھم مچاتے ہیں۔

آیت کریمہ کا قرینہ

ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ اس کا قرینہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حبیب پیارے !آپ فرمادیں کہ انتظار کرو تم بھی اور میں بھی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آگے ارشاد فرمایا کہ ہم رسولوں کو نجات دیں گے یعنی حبیب کریم ﷺ کو۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے نجات دی۔ وہ اس طرح کہ یہودی منصوبہ بناکر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے پاس آئے کہ ہمارا معاملہ نپٹادیں۔ انہوں نے عصر کے وقت چارپائی رکھی اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ تشریف فرما ہوئے تو حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حضور !آپ یہاں سے اٹھ جائیں جیسے ہی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اٹھے ویسے ہی بہت بڑا پتھر آگرا جو انہوں نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو شہید کرنے کے لیے گرایا تھا۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو زہر بھی دیا گیا، انہوں نے کس کس جگہ پر حملے نہ کیے، منافقوں کے ہاتھوں انہوں نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو شہید کرنے کی کوششیں کیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حبیب پیارے !آپ کو نجات دینا اور بچاکر رکھنا ایسا ہی ہے جیسے سارے رسولوں کو بچا کر رکھنا ہے۔

حق وجوبی اور حق افضلی کیا ہے؟

یہاں پر ایک اور بات بہت قابل غور ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ہم پر حق ہے کہ ہم مومنوں کو نجات دیں گے۔

یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ ایک حقِ وجوبی ہے اور ایک حقِ تفضلی ہے۔ حق وجوبی یہ ہے کہ جیسے گھر والوں کا ہم سے کھانا لینا ان کا حق ہے، یہ حق ہم پر لازم ہے، اگر ہم ادا نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں

گے۔ گھر والی کو روٹی، کپڑے اور رہائش دینا اس کا حق ہے۔ رہا اس سے زائد دینا کہ بندہ کہتا ہے کہ آپ کا حق گرمیوں اور سردیوں کے دو دو کپڑے ہیں لیکن میں آپ کو چھ دوں گا، آپ کو ندیم ٹاؤن میں رکھنے کہا تھا لیکن اب بحریہ ٹاؤن میں آپ کو گھر میں دلاؤں گا۔ ندیم ٹاؤن میں رکھنے کا وعدہ اس کا حق وجوبی تھا، اور بحریہ ٹاؤن میں گھر دینا حق تفضلی ہے کہ اس سے آپ پر سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لازم کر لیا ہے۔

رب تعالیٰ پر کسی کا حق وجوبی نہیں ہے

یہ ذہن میں رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کوئی حق وجوبی نہیں ہے، کسی کا بھی حق وجوبی نہیں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر واجب ہو کہ اس کو دینا ہی دینا ہے۔ اللہ نہ دے تو نعوذ باللہ اللہ کی طرف ظلم کی نسبت ہو، ایسی بات نہیں ہے۔ ہاں حق تفضلی ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ہم تمہیں دیں گے۔

اس مسئلے کی توضیح کرتے ہوئے حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ سارے بندوں کو کسی گناہ کے بغیر ہی جہنم ڈال دے پھر بھی اس کی طرف ظلم کی نسبت نہیں ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت دے رہا ہے تو یہ اس کی طرف سے حق تفضلی ہے۔ اس نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے کہ تو سیدھا ہو جا، جنت دوں گا، نیکیاں کر تو جنت دوں گا، میرے حبیب ﷺ کے دامن کو تھامے گا تو جنت دوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو وعدے کر رکھے ہیں ان وعدوں کو پورا کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ پر حق وجوبی نہیں ہے بلکہ حق تفضلی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی شان کریمی کے صدقے میں اپنے آپ کو لازم کر لیا ہے۔ ہم کو جو روٹی میسر ہے، دنیا جہان کی سہولتیں میسر ہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہرگز بھی نہیں حق وجوبی نہیں ہے بلکہ یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرم کے سمندروں کو جاری کرتے ہوئے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہر ایک کو عطا فرما رہا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو نجات دینے کے متعلق فرمایا:

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ

ہم پر مؤمنوں کا حق ہے تو یہ بھی حق تفضلی ہے۔

یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے مثال کے ساتھ بیان کر دیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

استاذ العلماء والفضلاءِ عمدۃ المحققین حضرت علامہ حافظ
مفتی ضیاء احمد القادری رضوی حفظہ اللہ تعالی
(۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ، ۲۹ جولائی ۲۰۲۴ء)

مزید درس سننے کے لیے اس نیلی لنک پر کلک کریں:

-https://youtube.com/@zia-ahmad01?si=uDxuZ6nXw5t_VcI